Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 2 (Oct-Dec 2023)
HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

Methodology and Approach of Imam Ibn e kathīr in narrating israeliyāt: A specialised study of Tafsīr al-Quran al-Azīm

امام ابن کثیر ؒ کا اسرائیلی روایات کے نقل وبیان میں منہج واسلوب: تفسیر قرآن العظیم کا خصوصی مطالعہ

Tauqir ul zaman
Doctoral candidate Islamic studies, University of Education, Lahore, division of Islamic and oriental learning, Lower Mall, Lahore,
tauqirulzaman@gmail.com

Siddiqua Aslam Qureshi
Doctoral candidate Islamic studies, University of Education, Lahore, division of Islamic and oriental learning, Lower Mall Campus, Lahore, Visiting Lecturer at IER and HCC, University of Punjab,
saddiqa.aslam143@gmail.com

Ahsan Ilahee
BS Islamic Studies, Sheikh Zayed Islamic Centre, University of Punjab, Lahore, Pakistan,
ahsanaij2024@gmail.com

Abstract:

The term 'Isra'eeliyat' refers to the narratives transmitted from the People of the Book (Jews and Christians), which are present in Tafseer books, including Tafseer Ibn Kathir. Hafiz Ibn Kathir (may Allah have mercy on him) adopted a methodology regarding these narratives, categorizing them into three types. Firstly, those that align with Islamic law, which are accepted and narrated. Secondly, those that contradict Islamic teachings, are rejected and considered reprehensible. Thirdly, those that are neutral, neither aligning with nor contradicting Islamic law, which is presented without taking a stance. Ibn Kathir's purpose in narrating these Isra'eeliyat was to reveal their reality to the public and protect people from their harmful effects. This research paper will discuss some of these Isra'eeliyat from Tafseer Ibn Kathir, explaining the approach adopted by Hafiz Ibn Kathir (may Allah have mercy on him)."

Keywords: Isrā'īliyāt, Tafseer ibn Kathir, Approach, Authenticity.

تمہید

اہل عرب میں ایک بڑی تعداد یہود ونصاری کی تھی جو کہ اکثر اپنی کتابوں سے واقعات بیان کیا کرتے تھے غیر اہل کتاب عرب بدوان پڑھ تھے وہ اہل کتاب سے مسائل دریافت کرتے لہذا ان کی روایات عرب میں مشہور ومعروف اور زبان زد عام تھیں بعد میں یہی لوگ جب مسلمان ہوئے تو ان کی بہت سی پرانی یاد کی ہوئی یا سنی ہوئی باتیں نقل ہو کر کتب تفاسیر میں آگئی تھیں وہ لوگ جن سے بکثرت اسرائیلی روایات نقل کی گئی ہیں ان میں حضرت عبد اللہ بن سلام، کعب الاحبار، وھب بن منبہ اور عبد الملک بن عبد العزیز شامل ہیں۔

امام ابن کثیرؒ کا تعارف

اسم گرامی عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بصری ثم دمشقی ہے۔ آپ 700ھ یا اس کے کچھ عرصہ بعد پیدا ہوئے۔ آپ شافعی المسلک تھے۔ والد کی وفات کے بعد سات سال کی عمر میں اپنے بھائی کی رفاقت میں دمشق آئے۔ آپ نے ابن شحنہ آمدی، ابن عساکر اور دیگر علماء سے استفادہ کیا۔ آپ عرصہ دراز تک علامہ مزی کی صحبت میں رہے اور ان سے تہذیب الکمال کا درس لیا۔ آپ نے ابن کثیرؒ کو اپنی دامادی کا شرف بخشا۔ پھر شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ سے استفادہ کیا اور آپ سے وابستہ دامن ہو گئے۔[1] علامہ شمس الدین داؤدی مالکی لکھتے ہیں کہ آپ اپنے عصر وعہد کی یکتائے روزگار فاضل اور حافظ حدیث تھے۔ امام ذہبی اور سبکی کی وفات کے بعد مدرسہ اشرفیہ کے صدر المدرسین قرار پائے۔[2] ابن کثیر کا حافظہ نہایت قوی تھا۔ صاحب فہم وفراست تھے اپ بہت بڑے محدث، فقیہ، مفسر اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔[3] امام ابن کثیرؒ عمر کے آخری دور میں نابینا ہو گئے تھے اور ماہ شعبان 774ھ کو وفات پائی آپ کو مقبرہ صوفیہ میں ان کے گرامی قدر استاذ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کے پہلو میں دفن کیا گیا[4] ان اقوال سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ اعلیٰ پائے کے عالم، مفسر، محدث، مورخ اور سنجیدہ طبع کے مالک انسان تھے۔

CC BY

تفسیر قرآن العظیم کا تعارف

تفسیر قرآن العظیم جسے تفسیر ابن کثیر بھی کہتے ہیں تفسیر بالماثور پر مشتمل کتب میں حد درجہ شہرت رکھتی ہے۔ اس کا درجہ کتب تفسیر میں تفسیر بن جریر طبری کے بعد ہے اس میں مولف نے مفسرین سلف کے تفسیری اقوال کو یکجا کرنے کا خصوصی اہتمام کیا ہے آیات کی تفسیر آیات قرآنی، احادیث مرفوعہ اور اقوال و آثار کی روشنی میں کی گئی ہے۔ امام ابن کثیرؒ ضرورت کے مطابق روایات پر جرح وتعدیل سے بھی کام لیتے ہیں یہ تفسیر ضخیم چار جلدوں میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ تفسیر کے آغاز میں ایک طویل مقدمہ ہے جس میں قرآن کریم سے متعلق علمی مباحث نقل کی گئی ہیں۔ ابن کثیرؒ سادہ، آسان فہم اور مختصر عبارت میں آیت کی تفسیر بیان کرتے ہیں۔ آیات کی تفسیر دیگر آیات قرآنی سے کرتے ہیں، پھر اس سے متعلقہ احادیث مرفوعہ لاتے ہیں اس کے بعد صحابہ کرام، تابعین اور سلف کے اقوال نقل کرتے ہیں۔ اس تفسیر کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ تفسیر بالماثور میں جو اسرائیلی واقعات مندرج ہیں ان کو اجمالاً یا تفصیلا بیان کر کے ان پر نقد و جرح کرتے ہیں۔ اسی طرح آیات احکام کی تفسیر کرتے وقت مؤلف فقہی احکام اور علماء کے اقوال و دلائل ذکر کرتے ہیں۔ فقہاء کے اختلافی اقوال ان کے مسالک و مذاہب اور دلائل نقل کرتے ہیں اور ایسا کرتے ہوئے اعتدال سے کام لیتے ہیں۔ غلام احمد حریری تفسیر ابن کثیرؒ کی خصوصیات بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ "حاصل یہ ہے کہ تفسیر ابن کثیر تفسیر بالماثور پر مشتمل کتب میں نہایت عمدہ تفسیر ہے۔[5] تفسیری لٹریچر میں امام ابن کثیرؒ کی تفسیر ایک بنیاد اور حوالہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

اسرائیلیات

لفظ اسرائیلیات جمع ہے اسکی واحد اسرائیلیہ ہے اس سے مراد وہ قصہ یا واقعہ ہے جس کو اسرائیلی مصادر سے روایت کیا گیا ہو اور اسکی نسبت اسرائیل کی طرف ہو۔ اسرائیل سے مراد یعقوب بن اسحق بن ابراہیمؑ ہیں جن کے بارہ بیٹے تھے اور وہ بنو اسرائیل کہلاتے ہیں ان کو یہودی بھی کہتے ہیں۔[6]

مولانا تقی عثمانی فرماتے ہیں:

> "اسرائیلیات یا اسرائیلی روایات ان روایات کو کہتے ہیں جو یہودیوں یا عیسائیوں سے ہم تک پہنچی ہیں ان میں سے بعض براہ راست بائبل یا تالمود سے لی گئی ہیں بعض مشنا اور ان کی شروح سے نقل کی گئی ہیں اور بعض وہ زبانی روایات ہیں جو اہل کتاب میں سینہ بسینہ نقل ہوتی چلی آئی ہیں اور عرب کے یہود و نصاریٰ میں معروف و مشہور تھیں"۔[7]

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اللہ تعالی نے کئی مرتبہ بنی اسرائیل اور ان سے متعلقہ واقعات کا تذکرہ فرمایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ [8]

"یقیناً یہ قرآن بنی اسرائیل کے سامنے ان چیزوں کا فیصلہ کر رہا ہے جن میں یہ اختلاف کرتے ہیں"۔

بعض مفسرین اور علماء کے نزدیک اسرائیلیات سے مراد ہر وہ قدیم قصہ یا روایت ہے جس کی نسبت اس کے اصل مصدر کی طرف ہو اگرچہ وہ مصدر یہود کا ہو، نصاریٰ کا ہو یا کسی اور کا۔ کچھ مفسرین نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ اسرائیلیات میں وہ روایات اور قصے بھی شامل ہیں جو اسلام کے دشمنوں نے گھڑے ہیں اور جن کی کوئی اصل بھی قدیم مصادر میں موجود نہیں ہے جیسا کہ یہود اور دیگر دشمنان اسلام کی مشہور روایات۔[9] ان تعریفات سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب سے مروی روایات کو اسرائیلی روایات یا اسرائیلیات کہتے ہیں وہ چاہے کسی بھی طریقے سے جو شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کے لٹریچر کا حصہ بن گئی ہوں۔

حکم کے اعتبار سے اسرائیلیات کی اقسام

اسرائیلی روایات کی حکم کے اعتبار سے تین اقسام ہیں:

1. **وہ اسرائیلیات جو شریعت اسلامیہ کے موافق ہیں۔**

اس سے مراد ایسی اسرائیلی روایات ہیں جن کی تصدیق خارجی دلائل سے ہو چکی ہے مثلاً فرعون کا غرق ہو جانا[10] حضرت موسی کا جادوگروں کا مقابلہ کرنا[11] موسی کا کوہ طور پر جانا[12] وغیرہ ایسی روایات قابل اعتبار ہیں کیونکہ قرآن یا صحیح احادیث نے ان کی تصدیق کر دی ہے پیغمبر اسلام ﷺ کا فرمان ہے "بلغوا عنی ولو آية ، وحدثوا عن بنی اسرائيل ولا حرج[13] یعنی میرا پیغام لوگوں تک پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت ہو اور بنی اسرائیل کے واقعات تم بیان کر سکتے ہو اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ فرمان ایسی ہی روایات کے متعلق ہے جو شریعت اسلامیہ سے موافقت رکھتی ہیں۔

2. **وہ اسرائیلیات جو شریعت اسلامیہ کے مخالف ہیں اور جھوٹی ہیں۔**

اس سے مراد وہ اسرائیلی روایات ہیں جن کا جھوٹ ہونا خارجی دلائل سے ثابت ہو چکا ہے۔ مثلاً یہ قصہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام آخر عمر میں بت پرستی میں مبتلا ہو گئے تھے۔ یہ باطل روایت ہے کیونکہ قرآن نے صراحت کے ساتھ اس کی تردید فرمائی ہے اسی طرح حضرت داود علیہ اسلام کے بارے من گھڑت کہانی کہ وہ اپنے سپہ سالار اوریا کی بیوی پر فریفتہ ہو گئے تھے[14] یہ بھی من گھڑت اور جھوٹ پر مبنی قصہ ہے۔ ایسی اسرائیلیات کو بیان کرنا جائز نہیں ہے۔ امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کی وہ روایتیں جو ہمارے دلائل کے خلاف ہوں وہ قطعاً قابل تردید ہیں۔ ہمیں قرآن کافی وافی ہے ہم اگلی کتابوں سے بے نیاز ہیں اس لیے کہ وہ تبدیلی، ترمیم، کمی بیشی سے خالی نہیں ہیں بہت سی بناوٹی باتیں ان میں داخل ہو گئی ہیں[15] شریعت اسلامیہ کے مخالف اسرائیلی روایات کے بارے امام ابن کثیر کا موقف بالکل واضح ہے کہ آپ نے سختی سے انکار فرمایا ہے۔

3. وہ اسرائیلی روایات جو شریعت اسلامیہ کے نہ موافق ہوں نہ مخالف ہوں۔

اس سے مراد وہ اسرائیلی روایات ہیں جو نہ تو شریعت اسلامیہ کے موافق ہوں اور نہ ہی شریعت اسلامیہ کے مخالف ہوں۔ ان کی تصدیق یا تکذیب کے لیے خارجی دلائل بھی دستیاب نہ ہوں۔ اس قسم کی اسرائیلیات کو بیان کرنا تو جائز ہے لیکن نہ تو ان پر کسی دینی مسئلہ کی بنا رکھی جا سکتی ہے اور نہ ہی ان کی تصدیق یا تکذیب کی جا سکتی ہے جیسا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کا فرمان ہے کہ "لا تصدقوا اهل الكتاب ولا تكذبهم"[16] یہ حکم اسی قسم کی اسرائیلی روایات کے بارے ارشاد فرمایا گیا ہے جن کی شریعت اسلامیہ سے نہ موافقت ثابت ہو، نہ مخالفت ثابت ہو۔

امام ابن کثیرؒ کا اسرائیلی روایات کے بارے میں موقف:

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اسرائیلی روایات کے بارے فرماتے ہیں کہ

> قاعدہ یہ ہے کہ اسرائیلی روایات میں سے جو واقعہ اس کے مطابق ہو جو حق ہمارے ہاتھوں میں ہے یعنی کتاب و سنت، وہ تو سچا ہے اور قابل قبول ہے اس لیے کہ وہ صحت کے مطابق ہے۔ اور جو کتاب و سنت کے خلاف ہو وہ مردود ہے۔ اور جس کے بارے ہماری شریعت خاموش ہو یعنی موافقت و مخالفت کچھ نہ ہو۔ گو اس کا روایت کرنا بقول اکثر مفسرین جائز ہے لیکن نہ تو ہم اسے سچا کہہ سکتے ہیں اور نہ غلط۔[17]

مزید لکھتے ہیں کہ

> ہمارا اپنا مسلک تو اس تفسیر میں یہ رہا ہے کہ ہم ایسی بنی اسرائیلی روایتوں کو وارد نہیں کرتے کیونکہ اس میں سوائے وقت ضائع کرنے کے کوئی نفع نہیں ہاں نقصان کا احتمال زیادہ ہے۔ کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ بنی اسرائیل میں روایت کی جانچ پڑتال کا مادہ ہی نہ تھا وہ سچ جھوٹ میں تمیز کرنا جانتے ہی نہ تھے ان میں جھوٹ سرایت کر گیا تھا جیسا کہ ہمارے حفاظ آئمہ نے تشریح کی ہے۔[18]

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے خود اپنا منہج و اسلوب واضح فرمایا ہے جو انہوں نے اسرائیلی روایات کے متعلق اپنی تفسیر، تفسیر قرآن العظیم میں اختیار فرمایا ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں درج بعض اسرائیلیات

قرآن مجید میں موجود آیات جن کا تعلق سابقہ افراد و امم اور انبیاء کرام علیہم السلام سے ہے انکی تفسیر میں اسرائیلی روایات کثرت سے ملتی ہیں. کیونکہ سابقہ امم و انبیاء کرام کے واقعات اہل کتاب کے ہاں بھی منقول ہیں۔ بعض روایات جو ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں بیان کی ہیں اور ان پر جو تبصرہ کیا ہے یہاں نقل کی جاتی ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ میں اسرائیلی روایات

سورہ بقرہ کی آیات وَقُلْنَا يَٰٓـَٔادَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا ۔۔۔۔۔ الخ[19] کی تفسیر میں امام ابن کثیرؒ نے بہت ساری اسرائیلی روایات نقل کی ہیں۔ لکھتے ہیں کہ

> محمد بن اسحق فرماتے ہیں کہ اہل کتاب علماء سے بروایت ابن عباس مروی ہے کہ ابلیس کی ڈانٹ ڈپٹ کے بعد آدم علیہ السلام کا علم ظاہر کر کے پھر ان پر اونگھ ڈال دی گئی اور ان کی بائیں پسلی سے حضرت حواؑ کو پیدا کیا گیا"

دوسری روایت لکھتے ہیں کہ

> "بعض کہتے ہیں کہ یہ انگور کی بیل تھی کوئی کہتا ہے کہ گیہوں کا درخت تھا کسی نے سنبلہ کہا ہے کسی نے کھجور بتائی ہے کسی نے انجیر کہا ہے"

تیسری روایت نقل کرتے ہیں کہ

> "سانپ اور ابلیس کا قصہ، ابلیس کس طرح جنت میں پہنچا، کس طرح وسوسہ ڈالا وغیرہ اس سلسلے میں لمبے چوڑے قصے مفسرین نے نقل کیے ہیں لیکن وہ سب بنی اسرائیل کے ہاں کا خزانہ ہے"[20]

ان اسرائیلی روایات پر امام ابن کثیرؒ تبصرہ کرتے ہیں کہ ہمیں اس الجھن میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ یہ سب کیسے ہوا اللہ ہی اس کو بہتر جانتا ہے۔ پھر امام ابن جریرؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ وہ کوئی ایک درخت تھا جس سے اللہ تعالیٰ نے روک دیا نہ قرآن سے اس کی تعین ثابت ہے نہ کسی صحیح حدیث سے[21] امام ابن کثیرؒ کے اسلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ ان روایات کو نقل کرنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ واضح ہو جائے کہ یہ اسرائیلی روایات ہیں اور قابل اعتماد نہیں ہیں۔

یاجوج ماجوج کے بارے میں اسرائیلی روایات

سورہ کہف کی آیات قَالُوا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۔۔۔ الخ[22]

کی تفسیر میں امام ابن کثیرؒ امام نوویؒ سے ایک روایت لائے ہیں کہ حضرت آدمؑ کے خاص پانی کے قطرات سے جو مٹی میں گرے تھے انہی سے یاجوج ماجوج پیدا کیے گئے ہیں گویا وہ آدمؑ و حواؑ کی نسل سے نہیں بلکہ صرف نسل آدمؑ سے ہیں۔ اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ قول بالکل ہی غریب ہے نہ اس پر عقلی دلیل ہے نہ ہی نقلی اور ایسی باتیں جو اہل کتاب سے ہم تک پہنچی ہیں وہ ماننے کے قابل نہیں ہوتیں بلکہ انکے ہاں ایسے ملاوٹی اور بناوٹی قصے پائے جاتے ہیں واللہ اعلم۔ یہاں یہ روایات اس لیے نقل کی جاتی ہیں کہ نگاہ سے گزر جائیں اللہ ہی کو انکے اکثر کا صحیح حال معلوم ہے۔[23] امام ابن کثیرؒ نے اسرائیلی روایات کو نقل کرنے کا سبب یہ بیان فرمایا ہے کہ معلوم ہو جائے کہ یہ اسرائیلی روایات ہیں اور ساتھ ہی ان کی صحت پر نقد بھی کیا ہے کہ یہ ماننے کے قابل نہیں ہوتیں۔

CC BY

حضرت سلیمانؑ کے بارے میں اسرائیلی روایات

سورہ ص کی آیت وَلَقَدۡ فَتَنَّا سُلَيۡمَانَ وَأَلۡقَيۡنَا عَلَىٰ كُرۡسِيِّهِۦ جَسَدٗا ثُمَّ أَنَابَ [24] کی تفسیر میں امام ابن کثیرؒ بہت ساری اسرائیلیات نقل کرتے ہیں ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں " آپ کی بیویوں سے جب علماء نے معاملہ کی تفتیش کی تو انہوں نے کہا کہ ہاں ہمیں بھی اس کے سلیمان ہونے پر شک ہے کیونکہ وہ حالت حیض میں ہمارے پاس آتا ہے شیطان کو جب معلوم ہو گیا کہ راز کھل چکا ہے تو اس نے جادو اور کفر کی کتابیں لکھوا کر کرسی تلے دفن کر دیں[25]

یہ اور اسطرح کی دیگر روایات نقل کرنے کے بعد ان پر نقد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اہل کتاب کی ایک جماعت حضرت سلیمانؑ کو نبی نہیں مانتی تھی تو عجب نہیں کہ یہ بے ہودہ قصہ اسی خبیث جماعت کا گھڑا ہوا ہو۔اس میں بالکل مہلک چیزیں ہیں خاص کر شیطان کا آپ کی عورتوں کے پاس جانا دوسرے آئمہ نے بھی ایسے ہی قصے بیان کیے ہیں لیکن اس بات کا سب نے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ جن ان کے پاس نہیں جاسکتا اور نبی کے گھرانے کی عورتوں کی عصمت و شرافت کا بھی یہی تقاضا ہے اور تمام واقعات کی اصل یہ ہے کہ وہ بنی اسرائیل اور اہل کتاب سے لیے گئے ہیں واللہ اعلم[26]
امام ابن کثیرؒ نے اسرائیلی روایات کا عقلی و نقلی رد فرمایا ہے یعنی اسرائیلی روایات کا بطلان ثابت کیا ہے اور اسی مقصد کے لیے وہ اسرائیلی روایات نقل کرتے ہیں تاکہ انکی حقیقت عیاں کر سکیں۔

عوج بن عنق سے متعلق اسرائیلی روایات

سورہ مائدہ کی آیت قَالَ رَجُلَانِ مِنَ ٱلَّذِينَ يَخَافُونَ أَنۡعَمَ ٱللَّهُ عَلَيۡهِمَا ٱدۡخُلُواْ عَلَيۡهِمُ ٱلۡبَابَ... الخ[27] کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

> یہاں مفسرین نے بہت سی اسرائیلی روایات بیان کی ہیں کہ یہ لوگ اس قدر قوی تھے اتنے موٹے تھے اور اتنے اتنے لمبے قد کے تھے انہیں میں سے عوج بن عنق بن آدم تھا جس کا قد لمبائی میں تین ہزار تین سو تینتیس گز تھا اور جسم کی چوڑائی تین گز تھی"۔

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ سب باتیں واہی ہیں ان کے ذکر سے تو حیا بھی مانع ہے پھر یہ صحیح حدیث کے خلاف بھی ہے کہ جس میں آتا ہے کہ آدم کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔ ان اسرائیلی روایتوں میں یہ بھی ہے کہ عوج کافر اور ولد الزنا تھا اور طوفان نوح میں تھا اور کشتی میں نہ بیٹھا تھا اور پانی اسکے گھٹنوں تک بھی نہ پہنچا تھا۔ یہ بالکل جھوٹ ہے بلکہ قرآن کے بھی خلاف ہے کیونکہ قرآن میں نوح علیہ السلام کی دعا ہے کہ کسی کافر کو نہ چھوڑ اور دعا قبول ہوئی تھی تعجب ہے کہ نوحؑ کا بیٹا جو کافر تھا غرق ہو گیا سو یہ کافر اور ولد الزنا بچ گیا۔ یہ بالکل عقل و نقل کے خلاف ہے ہم تو سرے سے قائل ہی نہیں ہیں کہ عوج بن عنق نامی کوئی شخص گزرا ہے۔ واللہ اعلم[28] یہ روایات بھی چونکہ شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کے خلاف ہیں اس لیے امام ابن کثیرؒ نے انکو نقل فرما کر انکا بہترین رد فرمایا ہے۔

یسع بن اخطوب کے بارے اسرائیلی روایات

سورہ صافات کی آیات وَإِنَّ إِلۡيَاسَ لَمِنَ ٱلۡمُرۡسَلِينَ.... الخ [29] کی تفسیر میں ایک اسرائیلی روایت بیان کی ہے کہ

حضرت الیاسؑ نے قوم کی سرکشی دیکھ کر دعا کی کہ اے اللہ انہیں اپنی طرف لے لے ان کے ہاتھوں تلے یسع بن اخطوب پلے تھے حضرت الیاسؑ کی دعا کے بعد انہیں حکم ملا کہ وہ ایک جگہ جائیں اور وہاں انہیں جو سواری ملے اس پر سوار ہو جائیں وہاں گئے تو ایک نوری گھوڑا دکھائی دیا جس پر سوار ہو گئے اللہ نے انہیں بھی نوری کر دیا اور اپنے پروں کے ساتھ فرشتے کے ہمراہ اڑنے لگے اور ایک انسانی فرشتہ زمینی اور آسمانی بن گئے اس کی صحت کا علم اللہ ہی کو ہے یہ بات اہل کتاب کی روایت سے ہے "[30]

امام صاحب نے مکمل روایت نقل کر کے آخر میں اس کی صحت پر اظہار تفتیش کیا ہے کہ اسکی صحت اللہ ہی جانتا ہے اور اسے اسرائیلی روایت کہنے پر اکتفا کیا ہے اسکا کوئی عقلی رد نہیں فرمایا حالانکہ یہ عقلی طور پر بھی ناقابل قبول روایت ہے۔

کشتی نوحؑ اور اسرائیلیات

سورہ ہود کی آیات وَيَصۡنَعُ ٱلۡفُلۡكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيۡهِ مَلَأٞ مِّن قَوۡمِهِۦ سَخِرُواْ مِنۡهُۚ... الخ[31] کی تفسیر میں امام ابن کثیرؒ نے اسرائیلی روایات نقل کی ہیں لکھتے ہیں:

امام محمد بن اسحاق توراۃ سے نقل کرتے ہیں کہ ساج کی لکڑی کی یہ کشتی تیار ہو گئی اس کا طول اسی ہاتھ تھا اور عرض پچاس ہاتھ تھا اندر باہر سے روغن کیا گیا تھا پانی کاٹنے کے لیے پر پرزے بھی تھے[32]
اس روایت پر امام ابن کثیرؒ نے صرف یہ تبصرہ فرمایا ہے کہ یہ توراۃ سے نقل کی گئی ہے اسکے رد و قبول کے حوالے سے کوئی بات نہیں کی۔ یہ روایت اصل میں ان اسرائیلیات میں سے ہے جو نہ تو شریعت اسلامیہ کے موافق ہیں نہ ہی مخالف۔ اور اسکا تعلق نہ تو عقائد سے ہے اور نہ کسی حکم سے، اس میں صرف ایک خبر دی گئی ہے لہذا اسے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ اس حوالے سے وضاحت گزر چکی ہے۔

ذوالقرنین اور اسرائیلیات

سورہ کہف کی آیات وَيَسۡـَٔلُونَكَ عَن ذِي ٱلۡقَرۡنَيۡنِۖ قُلۡ سَأَتۡلُواْ عَلَيۡكُم مِّنۡهُ ذِكۡرًا... الخ [33] کی تفسیر میں اسرائیلی روایات نقل کی ہیں

"وہ ایک رومی نوجوان تھا اسی نے اسکندریہ بنایا اسے ایک فرشتہ آسمان تک چڑھا لے گیا تھا اور دیوار تک لے گیا تھا اس نے کچھ لوگوں کو دیکھا جن کے منہ کتوں جیسے تھے وغیرہ" "فی الواقع اس کے سر پر دونوں طرف کچھ سینگ تھے"

ان روایات پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس میں بہت طول ہے اور بے کار ہے اور ضعیف ہے اس کا مرفوع ہونا ثابت نہیں ہے دراصل یہ بنی اسرائیل کی روایات ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کی روایات جھوٹ سے خرافات سے تحریف سے پاک نہیں ہیں اس لیے انکی طرف التفات کی ضرورت نہیں ہے[34] امام صاحب نے اسرائیلی روایات کا رد فرمادیا ہے اور انکو ناقابل التفات قرار دیا ہے۔

ہابیل، قابیل اور اسرائیلیات

سورہ مائدہ کی آیات وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا ۔۔۔الخ [35] کی تفسیر میں بہت ساری اسرائیلی روایات نقل کی ہیں

اس وقت دنیا کی ابتداء تھی حوا کو ہر حمل میں ایک لڑکا لڑکی پیدا ہوتے ایک حمل کی لڑکی کا نکاح دوسرے حمل کے لڑکے سے اور دوسرے حمل کی لڑکی کا نکاح پہلے حمل کے لڑکے سے کیا جاتا تھا ہابیل کی بہن خوبصورت نہ تھی جبکہ قابیل کی بہن خوبصورت تھی تو قابیل نے چاہا اپنی ہی بہن سے نکاح کر لے لیکن آدمؑ نے منع فرمادیا، آخر یہ فیصلہ ہوا کہ دونوں اللہ کے نام پر کچھ نکالو جس کی خیرات قبول ہو جائے اسکا نکاح اس سے کر دیا جائے ہابیل کی خیرات قبول ہوئی تو قابیل نے ہابیل کو قتل کر ڈالا۔" ان روایات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اختلاف اور ناراضگی کا سبب عدم قبولیت قربانی تھی اس کے علاوہ کچھ نہ تھا قرآن کے ظاہری الفاظ کا اقتضا بھی یہی ہے [36] قرآن مجید میں ہے کہ دونوں بھائیوں نے اپنا اپنا نذرانہ پیش کیا تھا ایک کا نذرانہ قبول ہوا دوسرے کا نہیں ہوا تو وہ یعنی قابیل کہنے لگا کہ میں تو تجھے مار ہی ڈالوں گا اس نے یعنی ہابیل نے کہا اللہ تعالیٰ تقویٰ والوں کا ہی عمل قبول کرتا ہے [37] قرآن مجید میں اس قتل کا سبب جو بیان کیا گیا ہے وہ اسرائیلی روایات سے مختلف ہے۔

امام ابن کثیرؒ کا اسلوب

امام ابن کثیرؒ اپنی تفسیر میں بہت سارے مقامات پر اسرائیلیات نقل کرتے ہیں۔ اسرائیلیات کو تین اقسام میں تقسیم کرتے ہیں 1. جو شریعت اسلامیہ کے موافق ہیں 2. جو شریعت اسلامیہ کے مخالف ہیں۔ 3. جو نہ تو شریعت اسلامیہ کے نوافق ہیں نہ ہی مخالف ہیں۔ پہلی قسم کے بیان و قبول کو جائے سمجھتے ہیں۔ دوسری قسم کو ناقابل بیان اور قابل تردید سمجھتے ہیں اور تیسری قسم کے بیان کرنے کے قائل اور قبول کرنے کے حوالے سے سکوت کا موقف رکھتے ہیں۔ امام صاحب نے اکثر مقامات پر اسرائیلی روایات نقل کر کے ان کا حکم بھی بیان کیا ہے کہ یہ منگھڑت ہے اہل کتاب کی خود ساختہ ہے وغیرہ۔ اکثر شریعت اسلامیہ کے مخالف اسریئلی روایات کے بطلان کو عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کرتے ہیں۔ جو اسرائیلیات اسلامی تعلیمات کی موافقت میں ہیں ان پر نقد نہیں کرتے ہیں اور جو نا موافقت میں ہیں نا مخالفت میں ان کے بارے سکوت اختیار کرتے ہیں البتہ وضاحت کر دیتے ہیں کہ یہ اہل کتاب کی روایت ہے۔ بعض اسرائیلی روایات کے صرف نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے انکا حکم یا صحت بیان نہیں کی اسی طرح بعض اسرائیلیات نقل کر کے یہ بھی بیان نہیں کیا کہ یہ اسرائیلی روایات ہیں جو کہ خطرناک بات ہے۔ اپنی تفسیر میں ایک جگہ خود ہی اسرائیلی روایات کے خطرے سے آگاہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"افسوس انہی بنی اسرائیلی روایات نے بہت سی برائی مسلمانوں میں ڈال دی ہے اور بڑا فساد پھیل گیا ہے"

یعنی جب بغیر نقد و جرح کے اسرائیلی روایات بیان کی جائیں گی تو عوام الناس اس کو دین سمجھ کر قبول کریں گے اور اپنے عقائد و نظریات انہی کی بنیاد پر استوار کریں گے جو کہ برائی اور فساد کی صورت میں ظاہر ہوں گی۔ امام صاحب اسرائیلی روایات کو قابل اعتماد نہیں سمجھتے بلکہ انکو نقل کرنے کے بھی حق میں بھی بعض دفعہ نظر نہیں آتے لیکن انکی تفسیر میں اسرائیلی روایات بکثرت موجود ہیں البتہ آپ نے اکثر اسرائیلی روایات کا عقلی و نقلی رد فرمایا ہے تاکہ ان کے بارے میں اہل علم اور عوام الناس مسلمان محتاط اور متنبہ ہو جائیں اور ان روایات کو اپنی تفسیر میں نقل کرنے کا مقصد بھی امام صاحب کا یہی معلوم ہوتا ہے۔

خلاصہ کلام

اسرائیلی روایات یا اسرائیلیات سے مراد اہل کتاب سے مروی روایات ہیں جو کسی طریقہ سے اسلامی تعلیمات پر مشتمل لٹریچر کا حصہ بن گئی ہیں۔ خصوصا اسلامی تفسیری لٹریچر میں بہت زیادہ اسرائیلی روایات موجود ہیں۔ اسلام کے ابتدائی عہد میں اہل کتاب علماء میں سے جنہوں نے اسلام قبول کیا انکی وجہ سے اسرائیلیات کا بڑا حصہ اسلامی لٹریچر میں داخل ہوا جن میں کعب الاحبار، عبداللہ بن سلام، وہب بن منبہ وغیرہ شامل ہیں ان کے علاوہ اسلام کی آمد سے قبل اہل عرب کے ہاں اہل کتاب کے بیان کردہ واقعات و قصص زبان زد عام تھے جو بعد میں اسلامی لٹریچر میں بھی داخل ہو گئے۔ اسرائیلی روایات کو موضوع کے اعتبار بنیادی طور پر تین اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے 1. عقائد سے متعلق اسرائیلی روایات 2. احکام شریعت سے متعلق اسرائیلی روایات 3. واقعات و قصص پر مشتمل اسرائیلی روایات۔ اسی طرح رد و قبول کے اعتبار سے امام ابن کثیرؒ نے احادیث کی روشنی میں اسرائیلیات کو تین اقسام میں بیان کیا ہے۔ 1۔ جو اسرائیلی روایات شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کے مطابق و موافق ہیں۔ ایسی روایات قابل قبول اور قابل بیان ہیں۔ 2. جو اسرائیلی روایات شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کے خلاف ہیں۔ ایسی روایات قابل رد اور ناقابل بیان ہیں۔ 3. جو اسرائیلی روایات نہ تو شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کی موافقت میں ہیں نہ ہی مخالفت میں۔ ایسی روایات کو بیان کرنا جائز ہے۔ یہی اسلوب امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر، تفسیر قرآن العظیم میں اختیار فرمایا ہے۔ آپ آیات قرآنیہ کی تفسیر میں قرآن مجید کی آیات، احادیث مبارکہ، اقوال صحابہ و تابعین سے مدد لیتے ہیں اور کئی مقامات پر اسرائیلی روایات بھی نقل کرتے ہیں جو ان آیات سے متعلقہ ہوتی ہیں۔ امام صاحب اسرائیلی روایات نقل کرنے کے بعد انکی صحت پر، انکے شریعت اسلامیہ کے موافق و مخالف ہونے اور قبول و رد پر بحث کرتے ہیں۔ امام ابن کثیرؒ کے اسرائیلی روایات بیان کرنے کے اسلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا مقصد ان روایات کو نقل کرنے کا یہ تھا کہ انکی حقیقت بیان کر دی جائے تاکہ عوام الناس ان کے اثر سے بچ سکیں جیسا کہ محدثین نے کتب احادیث میں ضعیف و موضوع روایات کو بھی جمع کیا ہے اور انکا حکم بیان کر دیا ہے کہ یہ روایات فلاں فلاں کمزوری و عیب کی وجہ سے قابل عمل نہیں ہیں۔ تفسیر ابن کثیر سے کچھ اسرائیلی روایات بیان کر کے ان کے بارے امام ابن کثیرؒ نے جو اسلوب اختیار فرمایا ہے اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

CC BY

حوالہ جات

1. غلام احمد حریری، تاریخ تفسیر و مفسرین، فیصل آباد، ملک سنز پبلشرز، 2011,ص 268-269
2. محمد بن علی، طبقات المفسرین، (بیروت: دار الکتب العلمیہ,1433ھ) ص ص 327
3. ابن العماد، عبد الحیٔ بن احمد، شذرات الذھب فی اخبار من ذھب، (بیروت: دار ابن کثیر,1431ھ) ج6 ص 231
4. غلام احمد حریری، تاریخ تفسیر و مفسرین، فیصل آباد، ملک سنز پبلشرز، 2011,ص 269
5. غلام احمد حریری، تاریخ تفسیر و مفسرین، فیصل آباد، ملک سنز پبلشرز، 2011,ص 273
6. محمد احمد عیسی، موسوعہ الاسرائیلیات والموضوعات فی کتب التفسیر، (القاہرہ: دار الغد الجدید، 2008) ج 1,ص 78
7. تقی عثمانی، مولانا، علوم القرآن (کراچی: مکتبہ دار العلوم، 1415ھ) ص 345
8. النمل 76:27
9. محمد احمد عیسی، موسوعہ الاسرائیلیات والموضوعات فی کتب التفسیر، (القاہرہ: دار الغد الجدید، 2008) ج 1,ص 78
10. یونس 90:10
11. طہ 20:65-70
12. الاعراف 143:7
13. بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2012) ج4 ص596 ح:3461
14. تقی عثمانی، مولانا، علوم القرآن (کراچی: مکتبہ دار العلوم، 1415ھ) ص 346
15. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر، (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2003ء) ج3 ص 307
16. بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2012) ج8 ص548, ح:7362
17. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر، (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2003ء) ج3 ص 457
18. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر، (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2003ء) ج3 ص 458
19. البقرہ 2:35-36
20. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر، (لاہور: مکتبہ انسانیت، 1984) ج1 ص 115
21. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر، (لاہور: مکتبہ انسانیت، 1984) ج1 ص 115
22. الکہف 18:93-96
23. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر، (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2003ء) ج3 ص 331
24. سورہ ص 34:38
25. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر، (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2003ء) ج4 ص 455
26. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر، (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2003ء) ج4 ص 456
27. سورہ المائدہ 23:5
28. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر، (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2003ء) ج2 ص 97
29. سورہ والصافات 37:123-132
30. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر، (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2003ء) ج4 ص 433
31. سورہ ھود 11:37-39
32. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر، (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2003ء) ج2 ص 702
33. سورہ الکہف 18:83-84
34. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر، (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2003ء) ج3 ص 326-327
35. سور المائدہ 5:27-28
36. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر، (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2003ء) ج 2 ص 10336.
37. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر، (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2003ء) ج 2 ص 103

Here are the references translated into English:

1. Ghulam Ahmed Hariri, Tareekh-e-Tafseer wa Mufassirin, Faisalabad, Malik Sons Publishers, 2011, pp. 268-269

2. Muhammad bin Ali, Tabaqat al-Mufassirin, Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyah, 1433 AH, p. 327

3. Ibn Imad, Abd al-Hayy bin Ahmad, Shadhraat al-Dhahab fi Akhbar min Dhahab, Beirut: Dar Ibn Kathir, 1431 AH, vol. 6, p. 231

4. Ghulam Ahmed Hariri, Tareekh-e-Tafseer wa Mufassirin, Faisalabad, Malik Sons Publishers, 2011, p. 269

5. Ghulam Ahmed Hariri, Tareekh-e-Tafseer wa Mufassirin, Faisalabad, Malik Sons Publishers, 2011, p. 273

6. Muhammad Ahmed Isa, Musoowa-e-Isra'eeliyaat wal Mawdu'aat fi Kitab-al-Tafseer, Cairo: Dar al-Ghad al-Jadid, 2008, vol. 1, p. 78

7. Taqi Usmani, Uloom al-Quran, Karachi: Maktaba Dar al-Uloom, 1415 AH, p. 345

CC BY

8. Surah al-Nam:27: 76

9. Muhammad Ahmed Isa, Musoowa-e-Isra'eeliyaat wal Mawdu'aat fi Kitab-al-Tafseer, Cairo: Dar al-Ghad al-Jadid, 2008, vol. 1, p. 78

10. Surah Yunu:10: 90

11. Surah Taha:20:65-70

12. Surah al-A'raf:7:143

13. Sahih Bukhari, Muhammad bin Ismail Bukhari, Lahore: Maktaba Islamiyah, 2012, vol. 4, p. 596, hadith 3461

14. Taqi Usmani, Uloom al-Quran, Karachi: Maktaba Dar al-Uloom, 1415 AH, p. 346

15. Ibn Kathir, Ismail bin Umar, Tafseer Ibn Kathir, Lahore: Maktaba Qudusiyah, 2003, vol. 3, p. 307

16. Sahih Bukhari, Muhammad bin Ismail Bukhari, Lahore: Maktaba Islamiyah, 2012, vol. 8, p. 548, hadith 7362

17. Ibn Kathir, Ismail bin Umar, Tafseer Ibn Kathir, Lahore: Maktaba Qudusiyah, 2003, vol. 3, p. 457

18. Ibn Kathir, Ismail bin Umar, Tafseer Ibn Kathir, Lahore: Maktaba Qudusiyah, 2003, vol. 3, p. 458

19. Surah al-Baqarah:2, 35-36

20. Ibn Kathir, Ismail bin Umar, Tafseer Ibn Kathir, Lahore: Maktaba Insaniyah, 1984, vol. 1, p. 115

21. Ibn Kathir, Ismail bin Umar, Tafseer Ibn Kathir, Lahore: Maktaba Insaniyah, 1984, vol. 1, p. 115

22. Surah al-Kahf:18, verses 93-96

23. Ibn Kathir, Ismail bin Umar, Tafseer Ibn Kathir, Lahore: Maktaba Qudusiyah, 2003, vol. 3, p. 331

24. Surah al-Saffat:37, verse 34

25. Ibn Kathir, Ismail bin Umar, Tafseer Ibn Kathir, Lahore: Maktaba Qudusiyah, 2003, vol. 4, p. 455

26. Ibn Kathir, Ismail bin Umar, Tafseer Ibn Kathir, Lahore: Maktaba Qudusiyah, 2003, vol. 4, p. 456

27. Surah al-Ma'idah:5: 23

28. Ibn Kathir, Ismail bin Umar, Tafseer Ibn Kathir, Lahore: Maktaba Qudusiyah, 2003, vol. 2, p. 97

29. Surah al-Saffat:37: 123-132

30.Ibn Kathir, Ismail bin Umar, Tafseer Ibn Kathir, Lahore: Maktaba Qudusiyah, 2003

31. Hud:11: 37-39

32. Ibn Kathir, Ismail bin Umar, Tafseer Ibn Kathir, Lahore: Maktaba Qudusiyah, 2003, vol. 2, p. 702

33. Surah al-Kahf:18: 83-84

34. Ibn Kathir, Ismail bin Umar, Tafseer Ibn Kathir, Lahore: Maktaba Qudusiyah, 2003, vol. 3, pp. 326-327

35. Surah al-Ma'idah:5: 27-28

36. Ibn Kathir, Ismail bin Umar, Tafseer Ibn Kathir, (Lahore: Maktaba Qudusia, 2003) Vol. 2, p. 103"

37. Ibn Kathir, Ismail bin Umar, Tafseer Ibn Kathir, (Lahore: Maktaba Qudusia, 2003) Vol. 2, p. 103"